

مصر میں جمہوری حکومت کا قتل اور فوجی فراعنہ و امریکی سامری کی واپسی

مصر کی بدترین سیاسی صورتحال پر قلم و دماغ دونوں ششدر بلکہ حیران و پریشان ہیں کہ کس ظلم و بربریت کے ساتھ مصر میں ایک جمہوری آئینی اور عوامی تائید و حمایت سے برسرِ اقتدار آنے والی حکومت کو انتہائی گھٹیا اور غیر قانونی اقدامات کے ساتھ فوجی بغاوت کے نتیجے میں جبری ختم کر دیا گیا ہے۔ مغرب اور امریکہ ہمیشہ جمہوریت کے دعویدار رہے ہیں اور بظاہر یہ جمہوری قوتوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور فوجی بغاوتوں پر اپنے سخت ردِ عمل کا اظہار ڈرامے کے طور پر کرتے ہیں لیکن مصر میں اس تازہ فوجی بغاوت بلکہ جمہوریت پر ڈاکہ زنی پر نہ صرف خوش ہیں بلکہ بغیر کسی حجاب اور شرم کے انہوں نے اسے نہ صرف قبول کر لیا ہے بلکہ پہلے سے بندہ ہرقم کی امداد بھی فوراً بحال کر دی ہے۔ دراصل مری اور اخوان المسلمون کی منتخب حکومت کو روزِ اول ہی سے امریکہ، اسرائیل، مشرق وسطیٰ کے مطلق العنان حکمرانوں، مصر کے سیکولر حلقوں، عیار بیوروکریسی، امریکی اور یہودی مفادات کے علمبردار، مصری فوج کے جرنیلوں، حسنی مبارک کی کرپٹ عدلیہ، عیاشی و فاشی و بے حیائی کا علمبردار الیکٹرانک دپرٹ مصری میڈیا اور بزنس کمیونٹی نے اخوان المسلمون کی حکومت کو دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ اسی لئے مری کے حکمران بننے کے فوراً بعد اس کے خلاف طرح طرح کے منفی پروپیگنڈے شروع کر دیئے گئے اور سازشوں کا ایک ایسا جال بنا گیا کہ پچارے مری کیلئے پڑنا بھی محال کر دیا گیا اور مصر کے پہلے منتخب صدر کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ مصر کی فوج نے سب سے پہلے سپریم کورٹ اور عدلیہ کو اس کے مقابلے میں کھڑا کیا۔ پھر نئے آئین کے ریفرنڈم کے مسئلہ پر ایک ایسے اسلامی عرب ملک میں شورشِ پیا کی گئی کہ مصر کے آئین میں اسلامی دفعات کی ترامیم کیوں شامل کی جا رہی ہیں؟ یہ سب کچھ ایک ایسے اسلامی ریاست میں ہو رہا تھا جس کی بنیاد عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے فرمان کے مطابق رکھی تھی جس کی تعمیر و ترقی میں انبیاء علیہ السلام سے لیکر صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کی بے مثال قربانیاں شامل تھیں۔ وہ ملک جس کا نام قرآن میں آیا تھا، ایسے ملک میں اسلامی آئین اور اس کی دفعات پر سب اداروں نے تیوریاں چڑھا دی تھیں پھر بعد کے مزید اسلامی اور جمہوری اقدامات مری حکومت کیلئے ”جرائم“ ٹھہرائے گئے۔ اسی طرح مری حکومت کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اس نے فلسطین وغرہ کے مظلوم مسلم بھائیوں پر مصر کے بارڈر (رہج) کرا سنگ (کھول دیئے تھے اور غذائی اجناس و

ادویات کی بندش ختم کر دی تھی جو اسرائیل کیلئے قطعاً قابل قبول نہ تھا۔ اسی طرح مری حکومت عالم اسلام کے ساتھ بھائی چارے اور برابری کا پرچار کر رہی تھی جسے اسرائیل اور امریکہ دونوں برداشت نہیں کر رہے تھے۔ وہ دونوں سمجھ رہے تھے کہ مری کے اقدامات کے نتیجے میں پورے مشرق وسطیٰ، افریقہ، بلکہ عالم اسلام میں ایک آئیڈیل انقلابی حکومت سامنے آ رہی ہے اور انکے تمام آئندہ کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جانے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ لہذا انہوں نے مری کا خلاف اقتصادی بد حالی اور خصوصاً ایندھن کے جعلی بحرانوں کے ذریعے قافیہ بنگ کرنا شروع کر دیا کیونکہ مسلمانوں کی بد قسمتی اور شامت اعمال کے باعث اقتصاد اور ایندھن کے خزانوں کی چابیاں یہود و نصاریٰ کی جیبوں میں ہیں۔ پھر مری کے ترکی کے وزیر اعظم جناب طیب اردگان کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعلقات، سیاسی ہم آہنگی اور ذہنی و فکری اتحاد اور اسرائیل کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا بار بار اظہار مری کا ایک اور ”ناقابل معافی جرم“ تھا، جس سے پورے خطے میں امریکہ اور اسرائیل کے مفادات اور چودہ راہٹ پر ضرب پڑ رہی تھی۔ لہذا ان تمام عوامل کی بناء پر ایک نو منتخب جمہوری حکومت کو بارہ مہینے کے اندر اندر فارغ کرنے کی ایک نئی طرح کا آغاز ہو گیا ہے۔ یہ مغرب، امریکہ اور سیکولر دنیا کا ایک ارب سے زائد مسلمانوں کیلئے پیغام ہے کہ وہ جارج ڈبلیو بش کی شروع کردہ نئی صلیبی جنگ کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ انہیں نہ الجزائر کے مسلمانوں کی منتخب حکومت چاہیے نہ افغانستان کے ملاحمد عمر کی، نہ انہیں تونس اور لیبیا کی اسلام پسند حکومتوں سے کوئی دلچسپی ہے نہ انہیں مصر کے صدر مری کی حکومت گوارا ہے، نہ انہیں لبرل ترکی کی منتخب حکومت کی انقلابی ترقی ایک آنکھ بھاتی ہے۔ دراصل ان قوتوں کا شخصیات سے جھگڑا نہیں بلکہ یہ اسلام کے عالمگیر نظام سے خائف ہیں اور اس کی خود مختاری، آزادی و خودداری پر انہیں اعتراض ہے۔ اسی لئے مصر میں برطانیہ کے گورنر جنرل لارڈ کرومر نے 1908ء میں اپنی کتاب ”ماڈرن ایجپٹ“ (Modern Egypt) میں صاف گوئی سے لکھا ہے:

"England was prepared to grant eventual political freedom to all of her colonial possessions as soon as a generation of intellectuals and politicians, imbued through English education with the ideals of English culture, were ready to take over, but under no circumstances would the British Government tolerate for a single moment an independent Islamic state" (Lord Cromer, in Modern Egypt 1908)

”جونہی دانشوروں اور سیاستدانوں کی ایک نسل انگریزی تعلیم کے ذریعے انگریزی کلچر کے آئیڈیل کی حامل پیدا ہو جائے گی انگلینڈ اپنی تمام کالونیوں کو سیاسی آزادی دے دے گا“ لیکن کسی بھی صورت میں برطانوی حکومت ایک لمحے کیلئے بھی خود مختار اسلامی ریاست برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں“ (Ref. Friday Special)

لہذا امریکہ اور مغرب دونوں نے اخوان المسلمین کی حکومت کے جرات مندانہ اقدامات کو اپنے لئے ایک چیلنج سمجھ لیا کہ عالم اسلام کے انتہائی اہم ترین اور تاریخی و سیاسی لحاظ سے سرفہرست عرب اسلامی ملک مصر آزادی و خود مختاری کے لئے اپنی تمام کالونیوں کو سیاسی آزادی دے دے گا“ لیکن کسی بھی صورت میں برطانوی حکومت ایک لمحے کیلئے بھی خود مختار اسلامی ریاست برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں“ (Ref. Friday Special)

طریقے“ بالکل قابل قبول نہ تھے۔ اسی لئے انہوں نے پہلے چھپ کر اور پھر بعد میں مکمل کر مصری فوج کا ساتھ دیا۔ لیکن امریکہ اور سیکولر حلقے جو آج خوشی کے شادیاں بجا رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ انہوں نے جمہوریت کا گلہ گھونٹ کر کچھ اچھا نہیں کیا۔ مصر میں جمہوریت کے قتل کے بعد وہاں کے لاکھوں مسلمانوں میں شدید غم و غصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ مصر میں خانہ جنگی اور انتہا پسندی کی صورت میں نظر آنے کے قوی امکانات موجود ہیں اور اس ظالمانہ فعل کے نتیجے میں القاعدہ کے اہم مصری رہنما ڈاکٹر ایمن الظواہری کے اس موقف کی تائید بھی ہو جاتی ہے کہ جب انہوں نے اخوان المسلمین سے اس بات پر قطع تعلق کر لیا تھا کہ آپ کی تمام جمہوری و سیاسی جدوجہد کبھی بھی ثمر بار نہیں ہو سکتی۔ مصر اور عالم اسلام کے تمام ممالک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے انتقامات اور مغربی جمہوریت سود مند ثابت نہیں ہو سکتے۔ لہذا مصر میں اخوان المسلمین کی منتخب جمہوری حکومت پر شب خون مار کر آج امریکہ اور مصری فوج نے ڈاکٹر ایمن الظواہری کے موقف کو ایک بار پھر صحیح ثابت کر دیا ہے۔

پھر طرفہ تماشہ یہ کہ الٹا اخوان المسلمین کے نیتے شہریوں کو مخالفین اور فوج دونوں نے چُن چُن کر شہید کرنا شروع کر دیا ہے۔ صرف قاہرہ میں نماز کے دوران 55 سے زائد نمازیوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا۔ اسی طرح مصر بحر میں درجنوں بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں کو پابند سلاسل کر دیا گیا ہے۔ آخر یہ کون سی جنگ کی ہستی ہے؟ جس میں اپنے ہی ملک اور اپنے ہی شہریوں کو سیاسی اختلاف رائے کی بنیاد پر تختہ دار پر چڑھایا اور قتل کیا جا رہا ہے۔ بندوق اور ٹینک سے عام شہری اور ملک کے آئین دونوں کو روندھا گیا۔ اس تمام نازک صورتحال پر حضرت مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ نے اسلام آباد میں اپنی رہائش گاہ پر آئے ہوئے امریکی سفیر مسٹر چرڈاؤلسن اور اسکے ساتھ آئے ہوئے وفد کو مصر میں ہونے والی زیادتی پر عالم اسلام اور خصوصاً پاکستانیوں کے تحفظات اور غم و غصے کا بھرپور اظہار کیا کہ ان اقدامات سے پورے عالم اسلام میں امریکہ کے خلاف نفرت اور غصہ مزید پیدا ہوگا۔

جمہوریت کے راستے سے بھی آئے ہوئے اسلام پسند جماعتیں آخر کار امریکہ کو کیوں قابل قبول نہیں؟ بہر حال نیل کے ساحل پر آنے والے طوفان بربریت اور خون کی ہولی پر امت مسلمہ اور اسکی حکمران قیادت کی مجرمانہ خاموشی مزید غم و صدمے کا باعث ہے۔ لیکن امید کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اکیسویں صدی میں سارے عالم اسلام میں جوود کی موٹی تہہ جگہ جگہ سے ٹوٹ رہی ہے اسلامی قوتیں اپنی عارضی شکست و ریخت کے بعد نئی توانائیوں کیساتھ کہیں نہ کہیں پنپ اور ابھر رہی ہیں۔ الجزائر، ترکی، افغانستان، تونس، لیبیا، مصر، یمن، مالی اور مراکش کے گرم محاذوں سے باقی سارے عالم اسلام کے مسلمانوں کو نئی حدت، تازگی، جوش و جذبہ کی نویدیں مل رہی ہیں۔ اسی مصر میں اخوان المسلمین چالیس سال سے ظلم و بربریت کے جام پے در پے نوش کر رہی ہے اور اسکے پایہ استقلال میں ذرہ برابر بھی جنبش نہیں آئی۔

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نبردود ہے پھر کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے تیرے آنے سے فقط نجیر ہی بدلی گئی ہم اسیروں پر جفا کا باب واپس سے تھا